البیرونی اور اصفہبذ جیلجیلان مرزبان بن رستم

(دیباچۂ کتاب مقالید الہیئۃ کی روشنی میں)

از

(جناب مولانا ابو محفوظ الکریم معصومی استاذ شعبۂ عربی مدرسہ عالیہ کلکتہ)

قابوس بن وشمگیر (م ۴۰۳ھ / ۱۰۱۲ء) ابو العباس مامون بن مامون (م ۴۰۷ھ / ۱۰۱۶ء) اور سلطان مسعود غزنوی (م ۴۳۲ھ / ۱۰۴۰ء) سے ابو الریحان محمد بن احمد البیرونی (۳۶۲ھ / ۹۷۳ء - ۴۴۰ھ / ۱۰۴۸ء) کے تعلقات بہت روشن اور جلی ہیں۔ اس نے قابوس کے لئے کتاب الآثار الباقیہ لکھی۔ اور مسعود کے نام سے اپنی مشہور کتاب القانون المسعودی معنون کی اسی طرح اپنی ایک تالیف سپہبذ مرزبان بن رستم بن شروین کے نام سے موشح کی اور ہمارے علم میں یہ پہلی تالیف تھی جو کسی فرمانروا کے لئے البیرونی کے قلم سے نکلی۔

بیرونی کے تذکرہ نگار سپہبذ مرزبان اور اس کے تعلقات پر روشنی ڈالنے سے قطعاً معذور ہیں کہ اصل تالیف کی کمیابی کے علاوہ سپہبذ مرزبان کی شخصیت تاریخی طور پر غیر معروف رہی ہے۔ پیش نظر مضمون میں بیرونی کی اس نادر کتاب کے تعارف کے ساتھ سپہبذ مذکور کی شخصیت سے بحث اور ممکن الحصول معلومات کو فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مقالید الہیئۃ | ابن ابی اصیبعہ (م ۶۶۸ھ / ۱۲۷۰ء) بیرونی کے ترجمہ[1] میں اس کی تالیف مقالید الہیئۃ کا ذکر کرتا ہے۔ خود البیرونی کتاب استیعاب الوجوہ الممکنۃ فی صنعۃ الاسطرلاب[2] کے اوائل میں ممر کواکب کا درجہ معلوم کرنے کے دو طریقوں کا ذکر کرتے ہوئے ہر دو طریق عمل کے برہان کے لئے زیر بحث

---

[1] عیون الانباء - ج ۲ ص ۲۰ - طبعہ مولر (امرؤ القیس بن الطحان) مصر ۱۳۰۰ھ حاجی خلیفہ (۶ / ۵۳) فلوگل
[2] نسخۂ جمعیت اسیویہ (کلکتہ) زیر شمارہ (A - 1481) برگ - ۱۲ ب - ایضاً رقم II 132 - برگ ۱۰

کتاب کا حوالہ ان لفظوں میں دیتا ہے:

"وقد اقمت البرھان علی ھذین العملین فی کتابی الموسوم بمقالید الھیئۃ"	میں نے ان دونوں طریقوں پر اپنی کتاب مقالید الہیئہ میں برہان قایم کر دیا ہے۔

اور اپنی کتابوں کی خود نوشت فہرست[1] میں اس کتاب کو ۱۵۵ ورقوں میں اصفہبد جیلجیلان مرزبان بن رستم کے لئے لکھنے کی تصریح کرتا اور پورا نام کتاب مقالید علم الھیئۃ ما یحدث فی بسیط الکرۃ بتاتا ہے۔

کتاب المقالید ریاضیات کے مشہور ماہر و امام نصیر الدین طوسی (م ۶۷۲ھ / ۱۲۷۴ء) کے پیش نظر رہی تھی اور اس نے کتاب الشکل القطاع کی ایک خاص فصل میں بیرونی کی اس تالیف کے اصل مباحث کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ ممکن ہے کہ طوسی نے کتاب المقالید سے نہ صرف اسی حد تک استفادہ کیا ہو بلکہ علم مثلث کروی پر اپنی مجتہدانہ تحقیقات کی بنیاد قایم کرنے میں بھی البیرونی کی اس تالیف سے مدد[2] لی ہو لیکن کسی صحیح نتیجہ تک پہنچنا ممکن نہیں تا آنکہ بیرونی کی کتاب اصحاب فن کے ہاتھوں میں نہ پہنچ جائے۔

کتاب مقالید الہیئۃ سے ہماری دلچسپی کا دائرہ بہت محدود ہے۔ کتاب کا دیباچہ فنی مسائل سے زیادہ شکل مغنی عن القطاع کی تاریخ پیش کرتا ہے اس طرح فن سے ناواقفیت کے باوجود ہمارے لئے کافی سامان جاذبیت دیباچہ میں موجود ہے۔ خود البیرونی کی زندگی کے بعض غیر معروف گوشوں کی طرف واضح اشارے اس دیباچہ میں ملتے ہیں جو بے حد اہم ہیں۔

موجودہ نسخے | البیرونی کے حالات و تالیفات پر بعض مستند فضلاء کی تحریریں ہماری نظر سے گذری ہیں لیکن بہ استثناء آقائے جلال ہمائی کسی کی تحریر کتاب مقالید الہیئۃ کے موجودہ نسخوں سے

[1] الآثار الباقیہ — مقدمہ زخاؤ P. XXXX.

[2] دیکھو: Al-Biruni Comm. Volume, pp 162, 170, —1951.

تعرض نہیں کرتی۔ بروکلمان[۱] اس کتاب کے کسی نسخہ کی نشاندہی یقین کے ساتھ نہیں کرتا وہ صرف سوتر ([illegible]) کا یہ شبہ بتاتا ہے کہ پیرس کے مکتبۂ ملیہ میں زیر شمارہ 2497 (عربی) کتاب کتاب المقالید کا نسخہ ہوگا۔ لیکن کیٹلاگ سے ظاہر[۲] ہوتا ہے کہ پیرس کا یہ نسخہ جس کا تعلق اسطرلاب سے ہے کچھ اور ہی شئی ہے۔ ہمارے علم میں آقائے ہمائی تنہا شخص ہیں جنہوں نے بیرونی کی مشہور کتاب التفہیم لاوائل صناعۃ التنجیم (فارسی) کی تصحیح و تحشیہ میں کتاب المقالید للبیرونی سے مدد لی اور استفادہ[۳] کیا ہے وہ اس کتاب کے دو عمدہ نسخوں کا ذکر کرتے ہیں۔ دونوں نسخے کتاب خانہ سپہ سالار جدید (ایران) میں زیر شمارہ (۵۹۶) و (۵۹۷) موجود ہیں۔ کتاب المقالید کا ایک قیمتی نسخہ جمعیت اسیاویہ (کلکتہ) کے کتب خانہ میں بھی ہے اور فن ریاضی کے آٹھ رسائل کے مجموعہ[۴] میں یہ آخری رسالہ ہے جس کے کل چھیالیس اوراق ہیں پورا مجموعہ ایک ہی کاتب کی قلم کشی کا نمونہ ہے۔ نقطوں کا التزام نہیں کیا گیا ہے۔ طرز خط اور کاغذ کی قدامت سے عیاں ہے کہ یہ مجموعہ غالباً آٹھویں صدی ہجری سے مؤخر عہد کا نہیں ہوسکتا۔

موضوع کتاب المقالید الہیئۃ بیرونی کے عنفوان شباب کی تصانیف میں سے ہے اس سلسلہ کی ضروری باتیں آئندہ پیش کی جائیں گی کہ اس کتاب کے زمانۂ تالیف ہی سے سپہبذ مرزبان بن رستم کی اصبہبذیت کی بحث وابستہ ہے۔ لہٰذا اس بحث کو مؤخر کرکے ہم اصل موضوع سے آغاز کرتے ہیں:

علم مثلث کے ابتدائی مسائل یونانی ماہرین ریاضی و ہیئت کے یہاں ملتے ہیں قدیم ہندی ریاضیات میں بھی اس خاص شعبہ کا نشان واضح طور پر پایا جاتا ہے۔ مثلاً مسئلہ

---

[۱] Gesch. Arab. Litt. S. Vol. I. P. 874 (14) 1937

[۲] فہرست مکتبۂ ملیہ پیرس۔ مرتبۂ M. Le Bron de Slane ص ۴۴۳ (۱۸۸۳ء-۱۸۹۵ء) اس نسخہ کا آغاز اس طرح ہے: "الحمد للہ مانح عطایہ وکاشف غطائہ"

[۳] کتاب التفہیم (فارسی): مقدمۂ ناشر (۷، قلم) چاپ تہران

[۴] زیر شمارہ III. 15. A (کارڈ) — دیکھئے متفرقات (اسی مضمون کا خاتمہ)

جیوب کی اصلیت کے متعلق اہل تحقیق کا فیصلہ یہ ہے کہ آریا بھٹ (عربوں کا ارجبہذ: تقریباً سنہ ۵۰۰م) اور برہما گپتا (سنہ ۶۲۰م) کی تحریروں میں اس کا سراغ ملتا ہے اور خود لفظ "جیب" سنسکرت اصطلاح "جیوا" کا معرب کہا جاتا ہے۔ مسئلہ جیوب کو ترقی دینے میں مسلم ریاضیین نے خاص طور پر حصہ لیا تھا اور ان کا ترقی دادہ مسئلہ جیوب موجودہ کروی فلکیات[2] میں بھی بنیادی مسئلہ تسلیم کیا جاتا ہے علم المثلث کو عربوں نے جو ترقی دی اس کا اعتراف یورپ کے محققین بھی شاندار الفاظ میں کرتے ہیں مثلاً گستاولی بان لکھتا ہے کہ "علم مثلث کروی (spherical trigonometry) مثلثات حل کرنے کی چند ایسی شکلیں عہد اسلامی میں ایجاد ہوئیں جن سے یہ علم بالکل بدل گیا اور ان کی معلوم کردہ شکلیں اب تک مستعمل[3] ہیں"۔ مشہور مستشرق نالینو (Nallino) عربوں کے علم الفلک پر اپنی تحقیقات پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "اسلامی[4] فضلاء کا ایک اہم کارنامہ کروی مثلثات کے شعبہ میں یہ تھا کہ ان لوگوں نے سدۂ چہارم ہجری کے نصف آخر میں جیوب اضلاع وزوایا کا تناسب ثابت کر دیا تھا اور تناسب جیوب ہی کے قاعدہ پر کروی مثلثات کے حل کا ایک مخصوص طریقہ شکل مغنی کا ایجاد کیا تھا"۔

سطح کرہ پر دوائر عظام کے تقاطع سے جو قسی پیدا ہوتے ہیں ان کے مقادیر سے واقفیت کا قدیم ذریعہ شکل قطاع کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے موجد اہل یونان تھے چنانچہ مالاناوس (سنہ ۱۰۰ء) اور بطلمیوس (سنہ ۱۵۰ء) کی تالیفات میں اس کا ذکر آتا ہے۔ اور چوتھی صدی ہجری کے نصف تک اس شکل کا استعمال عام طور پر جاری رہا۔ اصل میں شکل قطاع کو ایک کلید کی حیثیت حاصل تھی جس کے بغیر اہل فن کسی صحیح نتیجہ تک پہنچ نہیں پاتے تھے۔ اس شکل کو جیسی اہمیت حاصل تھی اس کے استعمال میں اسی قدر دشواریاں پیش آتی تھیں اور نسب مؤلفہ و اختلافات دعاوی کے کامل ضبط کے بغیر اس شکل کا استعمال سودمند نہیں ہو سکتا تھا۔ ان لوازمات کی وجہ سے حصول مطلوب میں جو دقت پیش آتی تھی اس سے نجات پانے کی ترکیب پر مسلم علمائے ریاضی نے غور کرنا شروع کیا اور چوتھی صدی ہجری کے نصف آخر تک بعض ایسی شکلوں کی ایجاد میں ان کو کامیابی حاصل ہو گئی جو اپنے فوائد و نتائج کے اعتبار سے ایک طرف تو شکل قطاع کی قائم مقام ثابت ہوئیں اور دوسری طرف ان کے استعمال میں نسب مؤلفہ اور اختلافات دعاوی کے قید و ضبط میں طویل حسابی اعمال کی ضرورت بھی پیش نہ آتی تھی

---

[1] برٹانیکا: ج ۲۲ ص ۷۶۸ (۲۹ واں ایڈیشن) نیز دیکھو: Al-Biruni comm. vol pp 162, 48-
[2] ضمیمہ اورینٹل کالج میگزین: فروری و مئی ۱۹۹۵ء ص ۲
[3] تمدن عرب: ص ۴۱۷
[4] سید حسن برنی: البیرونی ص ۹-۳۸ سنہ ۱۹۳۷ء نیز al-Biruni comm. vol: ص ۲۸ (۲)

ہمیں ایسی دو شکلوں کا علم ہے شکل ظلی اور شکل مغنی عن القطاع۔ دونوں شکلیں ایک ہی زمانہ میں اور ایک ہی مقصد کے پیش نظر وضع کی گئی تھیں اور خاص خاص مواقع میں ان میں سے ہر ایک باعتبار افادیت و سہولت بخشی دوسری شکل پر فوقیت رکھتی تھی۔ لیکن شکل قطاع اور اس کے لوازمات سے استغناء بخش ہونے میں دونوں کا درجہ تقریبًا مساوی تھا۔

شکل ظلی کا موجد مشہور ریاضی داں ابو الوفاء البوزجانی (م ۳۸۸ھ / ۹۹۸ء) تھا اور اس بارہ میں کسی کا اختلاف منقول نہیں لیکن شکل مغنی کے اختراع کی نسبت بڑا تنازع بپا رہا تھا اس اختراع کا زبردست مدعی خود ابو الوفاء البوزجانی تھا اسی طبقہ کا ایک اور ہیئت داں ابو محمود حامد بن خضر الخجندی (م ۳۸۲ھ / ۹۹۲ء) اسے صرف اپنی قوت اختراع کا نتیجہ قرار دیتا تھا البتہ اس نے اس شکل کو المغنی کے عوض قانون الہیئہ کا نام دیا تھا۔ البیرونی کی کتاب مقالید الہیئۃ کا تعلق براہ راست اسی شکل مغنی عن القطاع سے ہے اور اس کا بیان اس سلسلہ میں یہ ہے کہ شکل مغنی کا حقیقی مخترع اس کا استاذ امیر ابو نصر منصور بن عراق تھا لیکن ابن عراق نے اس شکل کا کوئی نام مقرر نہیں کیا تھا؛ اسکو شکل مغنی کا نام جس شخص نے دیا وہ طبرستان کا ایک مشہور ہیئت داں کوشیار بن لبان الجیلی (م ۴۲۰ھ / ۱۰۲۸ء) تھا۔ نصیر الدین طوسی کی تحقیق میں یہ نام خود ابن عراق کا مقرر کردہ[1] اور شاید ثابت بن قرہ (م ۲۸۸ھ) سے مستعار تھا جس نے شکل قطاع سے استغناء پیدا کرنے کی ترکیب ایک مستقل رسالہ کی شکل میں قلم بند کی تھی؛ البتہ ثابت بن قرہ کے پیش کردہ طریقہ میں نسب مؤلفہ کی ضرورت علی حالہ باقی تھی جب کہ ابو نصر ابن عراق نے اپنے اختراع کے ذریعہ نہ صرف شکل قطاع کی ضرورت ختم کردی تھی بلکہ نسب مؤلفہ کے استعمال سے بھی احتراز کی صورت واضح کردی تھی۔[2]

البیرونی آغاز کتاب (جس کو ہم دیباچہ سے تعبیر کر رہے ہیں) میں اسی شکل کے اختراع

---

[1] طوسی: کتاب الشکل القطاع (خط) برگ ۱۵۳ب۔ (جمعیت آسیویہ کلکتہ) شمارہ III. 5/. A ۱۰ (مجموعہ)

[2] طوسی: الشکل القطاع: برگ ۱۶۱ب (بحوالہ کتاب المجسطی الشاہی تالیف ابن عراق)

کی بابت پورا قصہ بیان کرنے کے بعد اصل مسئلہ کی وضاحت میں مدعیانِ اختراع کے دعاوی کی تفصیل حتی الامکان انہی کے الفاظ و ترتیب میں نقل کرتا ہے اور جملہ طرق و مذاہب پر نقد و تحلیل کی نگاہ ڈالتا اور اپنے عندیہ و رجحانات مع دلائل بیان کرتا جاتا ہے۔ طوسی نے کتاب الشکل القطاع[1] کی ایک خاص فصل میں بیرونی کی اسی تالیف سے شکل مغنی سے متعلق بعض فوائد درج کئے ہیں اور اس کی ایجاد کے بارہ میں تنازع و اختلاف نیز کتاب مقالید الہیئہ کے اصل موضوع کا ان لفظوں میں ذکر کیا ہے:

"اصل دعاویہ ان نسب جیوب اضلاع المثلثات الحادثات من تقاطع القسی العظام فی سطح الکرۃ کنسب الزوایا الموترۃ لہا۔ وقد جرت العادۃ ببیان ھذہ الدعوی اولا فی المثلث القائم الزاویۃ وقد ذھبوا فی اقامۃ البرھان علیہا فیہ مذاھب جمعہا الاستاذ ابو الریحان البیرونی فی کتاب لہ سماہ بمقالید علم ھیئۃ ما یحدث فی الکرۃ وغیرہ ویوجد فی بعض تلک الطرق تفاوت فاخترت منہا ما کان اشد مناسبۃ"

(شکل مغنی کا) اصل دعوی یہ ہے کہ سطح کرہ پر قوسوں کے تقاطع سے جو مثلثات پیدا ہوتے ہیں ان کے جیوب الاضلاع کو زوایا مقابلہ سے تناسب ہوتا ہے۔ اس دعوی کا بیان پہلے مثلث قائم الزاویہ میں کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں علمائے ہیئت مختلف طریقوں پر برہان قائم کرتے ہیں استاذ ابو الریحان البیرونی نے اپنی کتاب "مقالید علم ھیئۃ ما یحدث فی بسیط الکرہ وغیرہ" میں ان تمام طریقوں کو جمع کر دیا ہے ان میں سے بعض طریقے (ہمارے مقصد سے) متفاوت ہیں لہذا ہم نے اسی طریقہ کا انتخاب کیا ہے جس کو (ہماری کتاب سے) زیادہ مناسبت ہے"۔

---

[1] طوسی: الفصل الخامس فی الشکل المغنی و شرح فروعہ ولواحقہ (ریگ ۱۵۳ ب) نیز مطبوعہ قسطنطنیہ ص ۱۰۰

یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ شکل قطاع کی تسہیل کی جانب بوزجانی، خجندی اور ابن عراق وغیرہ سے بہت پیشتر ہی لوگوں کی توجہ منعطف ہو چکی تھی۔ ثابت بن قرہ کا رسالہ جس کا ذکر طوسی کی زبانی گذرا اس کا تذکرہ بیرونی بھی کرتا ہے[1] بلکہ اسی کے بیان سے یہ بھی ثابت ہے کہ شارحین کتاب المجسطی ابو العباس فضل بن حاتم النیریزی اور ابو جعفر الخازن نے ایسی شکلیں مخصوص مقاصد کے ماتحت ایجاد کی تھیں جن میں سے ہر ایک گویا شکل مغنی کے لئے پیش خیمہ کہی جا سکتی ہے۔ ان میں سے بعض شکلیں کتاب المقالید میں درج کی گئی ہیں[2]۔ بہر حال نمایاں کامیابی اس اختراع میں جس طبقہ کو حاصل ہوئی وہ بوزجانی اور ابن عراق کا طبقہ ہے ؛

اصل قصہ | ابن عراق نے شکل مغنی کا اختراع کب کیا اور بیرونی کو اپنے استاذ کے اس کارنامہ کا علم کس موقع پر ہوا؟ اس قسم کے سوالات کا جواب ابن عراق کی تالیف کتاب السموت کی وجہ تالیف معلوم کرنے سے متعلق ہے۔ جس کے متعلق ابو ریحان کا یہ دعویٰ ہے کہ امیر ابن عراق نے اسی کی فرمائش پر کتاب السموت لکھی تھی۔ کتاب السموت کے کسی نسخہ کا وجود تاحال معلوم نہیں لیکن اس کے حوالے خود ابن عراق کے مطبوعہ رسائل میں بھی ملتے ہیں جن سے حسب موقع ہم فائدہ اٹھائیں گے۔ سر دست ہمیں یہ واضح کرنا ہے کہ البیرونی پر کیا افتاد پڑی تھی کہ اس نے استاذ ابن عراق کو کتاب السموت کی تالیف پر آمادہ کیا؟

خود البیرونی کا بیان ہمیں دیباچہ مقالید میں ملتا ہے کہ ایک دفعہ ابو سعید سجزی سمت قبلہ کے استخراج میں مصروف ہوا تو اس کے گرد و پیش علمائے ہندسہ کے مختلف طرق و کتب

[1] مقالید: برگ ۱۷۶/ظ [2] مقالید: برگ ۱۸۷/ظ (البرهان علی هذا الشکل المغنی من تفسیر ابی العباس النیریزی وابی جعفر الخازن لکتاب المجسطی الخ) ایضاً: برگ ۱۸۷ ب (شکل اورده ابو العباس النیریزی فی تفسیر المجسطی، یؤدی الی الشکل المغنی الخ) ایضاً: برگ ۱۸۸/ظ (وقد اورد ابو العباس بعد ذلك فی هذا التفسیر وابو جعفر الخازن فیه ایضا وفی زیج الصفائح لمعرفة المطالع وامثالها اشکالا مخصوصة باستخراج كل واحد منهما قريبة بعضها من بعض وكلها تؤدى الى ما ادى اليه ما تقدم من الشكل المغنى واكتفينا منها بما حكيناه۔ ع)

جمع ہو گئے جن سے بہ سہولت مقصد برآری کی صورت نہ پا کر سجزی نے اپنی دشواریوں کی اطلاع البیرونی کو بھیجی اس نے امیر ابن عراق کی اختراعی صلاحیتوں اور دقیق مسائل کے حل میں اس کی غیر معمولی قوت و درک کا ذکر سجزی سے کیا اور دونوں میں یہ بات طے پا گئی کہ ان دشواریوں کے حل کے لئے استاذ ابن عراق سے رجوع کیا جائے۔ اس طرح سجزی کو اس دشوار گذار مرحلہ میں جو مشکلیں پیش آئی تھیں وہ سوالات کی شکل میں البیرونی کی وساطت سے ابن عراق کو موصول ہوئیں انھیں مشکلات کے حل میں ابن عراق نے کتاب السموت تالیف کی۔ چونکہ اس کتاب میں مخصوص و متعین سوالات کو حل کرنا تھا لہذا اصل سوالوں اور ان سے متعلق جملہ نکات و مقررہ شرائط و حدود کی پابندی و رعایت ناگزیر تھی۔ اسی بناء پر کتاب السموت میں قدماء کے مقررہ اصول و قوانین پر رہ کر سوالات حل کئے گئے اور شکل قطاع کا استعمال بدستور کیا گیا۔ تاہم اسی کتاب میں ابن عراق کے قلم سے دو ایسی شکلیں دائرۂ تقیید میں آ گئی تھیں جو شکل مغنی کی طرف صاف رہنمائی کرتی تھیں اور شکل قطاع سے بے نیاز کر دیتی تھیں گویا کتاب السموت ہی میں ابن عراق نے اس قانون کا ذکر پہلی دفعہ کیا جو بعد میں شکل مغنی کے لقب سے مشہور ہوا۔

البیرونی اپنے کمال فن کی بناء پر آغاز شباب ہی سے پختہ کار و سن رسیدہ فضلائے وقت کے دوش بدوش نظر آتا ہے مشاہیر عہد سے اس کے گہرے روابط قائم رہے ہیں ابو سعید سجزی سے اس کے تعلق پر مذکورہ واقعہ سے جو روشنی پڑتی ہے وہ ظاہر ہے اس کے علاوہ الآثار الباقیہ در علی الخصوص استیعاب الوجوہ کی عبارتیں دونوں کی ہم آہنگی کو خوب جلا دیتی ہیں مشہور علامہ ہیئت ابو الوفا البوزجانی سے بھی البیرونی کو علمی بحث و تحقیق کے سلسلہ میں زبردست تعلق تھا گو کہ ابو الوفاء سے اس کی ملاقات ثابت نہیں لیکن جانبین میں خط و کتابت کی شہادت خود البیرونی کی زبانی ملتی ہے ابن عراق کی کتاب السموت کی اطلاع کسی طرح ابو الوفاء کو دار السلام (بغداد) میں ملی تو اس نے اس کتاب کے سلسلہ میں بیرونی کو لکھا اور اس نے استاذ ابن عراق کی تالیف ابو الوفاء کو بھجوا دی اس طرح کتاب السموت علامہ بوزجانی کے مطالعہ میں آئی بیرونی رقم طراز ہے کہ ابو الوفا

نے مطالعہ کے بعد اپنا تاثر ہمیں لکھ بھیجا اس نے مصنف (ابن عراق) کی عظمت کے اعتراف کے ساتھ یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ مؤلف کتاب نے قدماء کے طرز پر شکل قطاع کو حل مسائل کا مدار قرار دے کر کوئی نئی بات پیدا نہیں کی ہے۔ سموت کی دریافت میں چند مخصوص طریقے ہمیں معلوم ہیں جو طویل عمل کی زحمت سے بچاتے ہیں۔"

ابوالوفاء کے اس درپردہ ادعا کی اطلاع البیرونی نے اپنے استاذ کو بھیج دی جواب میں ابن عراق نے کتاب السموت کی دو مخصوص شکلوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنے عزیز شاگرد کو لکھا کہ "اسی کتاب کی فلاں فلاں شکلیں ایسی ہیں جن کے ذریعہ مختصر طریقہ پر سمتوں کی معرفت حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور شکل قطاع کے استعمال کی ضرورت باقی نہیں رہتی گو کہ تمہارے پیش کردہ سوالات جن کے حل میں کتاب السموت لکھی گئی ان کی رعایت اور متقدمین سے قلبی عقیدت کی بناء پر اس کتاب میں شکل قطاع کا استعمال بدستور باقی رکھا گیا ہے۔"

بیرونی کا بیان ہے کہ استاذ نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ایک مستقل رسالہ لکھ کر اس شکل کی توضیح کی اور اس کے مطابق حل مسائل کا عملی طریقہ بیان کیا: ابن عراق کے مجموعہ رسائل میں ایک رسالہ - فی معرفۃ القسی الفلکیۃ - کے عنوان سے ملتا ہے جس کی ابتدا میں البوزجانی کی تنقید کا صریح ذکر موجود ہے اور بعد میں دو موقعوں پر اسی قصہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ایسے مختصر رسالہ میں بوزجانی کی تنقید اور کتاب السموت کی خاص شکل کے حوالہ سے مابہ النزاع مسئلہ کی تشریح وغیرہ سے کچھ ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ واقعہ کے رونما ہوتے ہی جو مستقل رسالہ ابن عراق نے بیرونی کو لکھ بھیجا تھا وہ شاید یہی رسالہ فی معرفۃ القسی الفلکیہ ہے۔ بہرحال اس رسالہ میں واقعہ کی روداد ابن عراق کی زبانی بھی قابل شنید ہے:

".... (اور تم نے یہ لکھا ہے)[1] کہ ہمارے شیخ ابو الوفاء محمد بن محمد البوزجانی کا خط فقیہ ابو علی حبوبی کو موصول ہوا ہے جس میں بوزجانی نے ہماری کتاب بابت سموت کو بہ غور پڑھنے کا ذکر

[1] القسی الفلکیہ: ص۲ دکن ۱۳۶۶ھ

کیا ہے اور متقدمین کے مسلک کے مطابق بسلسلہ براہین شکل قطاع کے استعمال کا ہمیں خوگر پا کر یہ بیان کیا ہے کہ انھوں نے خود آسان اور مختصر طریقے ایجاد کئے ہیں جن کو اپنی کتاب المجسطی میں استعمال کئے ہیں۔ بہر حال تمہاری یہ خواہش ہے کہ اس باب میں اگر ہمارے پاس کوئی ترکیب ہو تو وہ تمہیں حاصل ہو جائے لہٰذا ہم اپنا استنباط تحفہ کے طور پر بھیج رہے ہیں اور تمہارے مطلب کی بات لکھ رہے ہیں شاید تمہیں پسند آجائے۔"

اسی رسالہ میں بیرونی کو خطاب ہے کہ:

—"یہی بات[1] مثلث قائم الزوایا (؟) میں کتاب السموت جملہ ثانیہ کی ایک شکل کے ذریعہ واضح ہوتی ہے۔ گرچہ اس کا صریح ذکر ہم نے کتاب مذکور میں نہیں کیا ہے اور نہ اس میں اپنے دعوی کی وضاحت کی ہے کہ اس کتاب کا سوال کے مطابق ہونا ملحوظ تھا چنانچہ تمہارا مطالبہ صرف یہ تھا کہ سمت القبلہ کی بابت طرق حسابیہ سے براہین پیش کر دئے جائیں اور اس فن کے جن علماء کے نام تم نے لکھے تھے ان کے طریق عمل کی تقلید نہ کی جائے اس کے ساتھ حل مسائل میں ان مخصوص علماء کے طریقوں سے قریب رہنے کی شرط بھی تھی بجالیکہ ان لوگوں نے قدماء کے مسلک کو اختیار کیا تھا۔ ان تمام شرائط کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم سے جو استخراج و استنباط ممکن تھا تمہیں اسی کی طلب تھی۔ ہمارے بیان کی تصدیق ہر وہ شخص کرے گا جو (کتاب السموت کی) مذکورہ شکل پر غور کرے گا اور خیال آتا ہے کہ وہ کتاب السموت جملہ ثانیہ کی سترہویں شکل ہے۔"

رسالہ کے آخر میں اسی قصہ کا ذکر کرتے ہوئے معاصرین پر تعریض کی گئی ہے اور بظاہر روئے سخن البوزجانی ہی کی طرف ہے:۔

—"کتاب السموت[2] میں ہم تمہارے سوال کے حل سے قاصر نہیں رہے اور نہ تمہاری فرمائش کی حدود سے متجاوز ہوئے اس کتاب میں اور یہاں اپنا طریقۂ عمل پیش کرتے ہوئے ہم نے ایسا نہیں کیا ہے کہ اپنی ذات سے کسی ایسے عمل کو منسوب کر لیا ہو جو کسی اور کا کارنامہ ہو۔ ہاں!

---

[1] القسی الفلکیہ: ص۹ [2] القسی الفلکیہ: ص۱۳

سلف نے اپنے ذہنی اختراعات جو قلمبند کر دیئے ہیں آگے بڑھنے میں اُن سے مدد ملتی ہے اور نئے مسائل کے استخراج میں سہارا ملتا ہے۔ ہم بہتیرے اہلِ صناعت کو سلف کے کارناموں پر غارت گری کرتے دیکھتے ہیں جو اپنی ذات سے ایسے کارناموں کو منسوب کر لیتے ہیں جن میں ان لوگوں کے اپنے دماغ و ذہن کا حصہ لفظی تغیر اور مصطلحات کی ترمیم و تبدیلی سے زیادہ نہیں ہوتا۔"

مذکورہ اقتباسات سے ظاہر ہے کہ ابنِ عراق شکل مغنی کے اختراع کا دعوی بصراحت نہیں کرتا البتہ بوزجانی کی تنقید کو قبول کرنے کے لئے بھی آمادہ نہیں اور نہ اس کے دعوی اختراع کو تسلیم کرتا ہے۔

اس اختراع کے دوسرے مدعی ابو محمود خجندی سے بیرونی کی ملاقات رَے میں ہوئی تھی، خجندی نے اپنی ایک تالیف بیرونی کو دکھائی جس کے اوائل میں شکل مغنی کا ذکر قانون الہیئہ کے نام سے تھا، ابو محمود کا دعوی تھا کہ اسی سے ابو الوفار نے شکل مذکور کو اخذ کیا ہے۔ یہیں کوشیار جیلی (م ۴۲۱ھ / ۱۰۲۹ء) سے بھی بیرونی کو تعلق پیدا ہوا اور اس کی ایک زیرِ تالیف کتاب میں بیرونی نے اسی شکل کو شکل مغنی کے نام سے موسوم پایا تھا کوشیار اور خجندی دونوں کی طرزِ تعبیر یکساں تھی اور کوشیار نے ابو محمود خجندی کی موجودگی میں اقرار کیا تھا کہ اس نے شکل مغنی کو خجندی سے اخذ کیا ہے۔ اپنے متعلق اس کا دعوی اسی قدر تھا کہ اس شکل کو سلجھے ہوئے انداز اور مہذب و متین پیرایہ میں پیش کر دینا اس کا اپنا کارنامہ ہے۔ گرچہ کوشیار کو اصل نزاع میں دخل نہیں لیکن خجندی کی جانب داری کی بناء پر اس سلسلہ میں اس کا ذکر ناگزیر ہے۔ خجندی اور بوزجانی کے باہمی نزاع کے متعلق ابوریحان بیرونی کہتا ہے کہ "ان دونوں کے بیان میں (مقدمات و براہین کی) ترتیب جُداگانہ نہج پر قایم ہے۔ لہذا اصل حقیقت کون بتا سکتا ہے! البتہ ان دونوں میں ملاقات ثابت ہے اور ہر ایک دوسرے کے بارہ میں تلخ کلامی کرتا ہے۔"

فیصلہ | اس نزاع کا فیصلہ البیرونی ذاتی معلومات کی بنا پر تقریباً قطعیت کے ساتھ کرتا ہے

اور فیصلہ کا حق بھی اسی کو پہنچتا ہے کہ ابن عراق اور بوزجانی سے اس کو جو تعلق تھا اس پر مستزاد یہ ہے کہ نفس واقعہ کے تدریجی مراحل سے واقفیت رکھنے میں اس کی شخصیت منفرد تھی بلکہ اس سلسلہ کی ایک اہم کڑی خود اس کی ذات تھی۔ اسی کے ذریعہ ابن عراق کی کتاب السموت بوزجانی کو پہنچی تھی۔ اس کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ شکل مغنی عن القطاع کے نام سے موسوم[1] ہونے والا قانون دراصل ابن عراق کے غور و فکر کا نتیجہ تھا اور بوزجانی نے اس شکل کو کتاب السموت سے اخذ کر کے اختراع کی نسبت اپنی ذات سے کر لی ہو تو محل تعجب نہیں۔ اس کی کتاب المجسطی جس میں تمام مسائل کا حل اسی شکل مغنی کے ذریعہ کیا گیا تھا وہ بھی البوزجانی کے دعوی اختراع کو قوت نہیں پہنچاتی اس لئے کہ نفس واقعہ پر سال بھر گذرنے کے بعد یہ کتاب شائع ہوئی تھی۔ محقق طوسی اسی نزاع کی بابت البیرونی کا خیال ان لفظوں میں بیان کرتا ہے:

"... الغالب علی ظن ابی الریحان[2] انہ السابق الی الظفر باستعمال هذا القانون فی جمیع المواضع وان کان کل واحد من الفاضلین ابی الوفاء محمد بن محمد البوزجانی وابی محمود حامد بن الخضر الخوجندی الدعی السبق الیہ فیہ۔"

"... ابوریحان کا غالب گمان یہ ہے کہ امیر ابن عراق ہی اس قانون کو جمیع مقامات میں استعمال کرنے میں سب سے پہلے کامیاب ہوا اگرچہ ابو الوفاء محمد بن محمد البوزجانی اور ابو محمود خجندی دونوں میں سے ہر ایک اس بارہ میں اپنی اپنی سبقت کا دعوی رکھتا تھا۔"

ہمارے خیال میں بیرونی کا مندرجہ ذیل بیان مفید قطعیت ہو سکتا ہے کہ

"ابونصر[3] بن عراق کے حالات اور اس کی علمی و عملی سرگرمیوں سے ذاتی واقفیت کی بناء پر میں اس پر تہمت نہیں دھر سکتا کہ اس نے شکل مذکور کو غیر سے اخذ کیا ہو بلکہ میں جائز

---

[1] مقالید الہیئۃ: برگ ۷۷ الف [2] الشکل القطاع: برگ ۱۵۳ ب (مجموعہ) [3] مقالید، ۷۷ ب

نہیں سمجھتا کہ اس امر کے بارہ میں ادنیٰ شبہ بھی ابن عراق کی طرف سے میرے دل میں پیدا ہو اس کے برعکس ابوالوفاء سے مجھے واقفیت ویسی نہیں اور مجھے حیرت ہے کہ کتاب السموٰت کی ان دو شکلوں کو دیکھنے کے باوجود جو شکل مغنی کی طرف رہنمائی کرتی ہیں اس نے ہر دو شکلوں کی جانب سے چشم و گوش بند کر لئے"[1]

بیرونی کو کسی قسم کی جنبہ داری و بے جا طرفداری کا الزام اس فیصلہ میں نہیں دے سکتے کہ اس کی تاریخ حیات حقیقت پسندی و حق پروری کے لحاظ سے آپ اپنی مثال رہی ہے۔ کتاب مقالید الہیئۃ کی تالیف سے اس کا اصل مقصود یہی تھا کہ اس علمی نزاع کے متعلق تمام حقائق کو بے نقاب کر کے رکھ دے۔ اصل حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے وہ ہر لمحہ آمادہ اور اس کے خلاف کہنے سننے کا قطعاً روادار نہیں۔ شکل مغنی کے سلسلہ میں اگر وہ ابوالوفاء کے حق میں فیصلہ نہیں دیتا تو صرف اس بنا پر کہ واقعہ کی نوعیت اور اس کے تدریجی مراحل سے بیرونی کی ذاتی واقفیت اسی فیصلہ کی متقاضی تھی۔ ورنہ یہی ابوالوفاء ہے کہ شکل ظلی کی بابت اس کے دعوی کی صحت اور اس شکل کی اہمیت کو بیرونی شرح صدر کے ساتھ تسلیم کرتا ہے اور شکلِ ظلی کی افادیت کے منکرین ابو محمود خجندی اور کوشیار جیلی کو منسوب بخطاء گردانتا اور دونوں کو تعصب و تجاہل کا الزام[2] دیتا ہے۔

زیر بحث نزاع میں ابو محمود خجندی اور اس کے خوشہ چیں کوشیار دونوں کا موقف بے حد کمزور تھا، بقول بیرونی دونوں فاصل مثلثات قوسیہ میں جیوب اضلاع اور جیوب زوایا مقابلہ کے تناسب سے ناآشنا تھے[3]۔ اور جب بیرونی نے اس تناسب کا امکان ظاہر کیا تو اس کے بیان کو بعید از وہم و گمان کہنے لگے۔ اس سے قطع نظر ابو محمود خجندی کی پیش کردہ[4] شکل سے مشابہ شکل، ابوالعباس نیریزی اور الخازن اپنی اپنی شرح کتاب المحسطی میں میول جزئیہ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے درج کر چکے تھے۔ اس شکل سے خجندی کی شکل صرف باعتبار سہولت[5] ممتاز تھی۔

---

[1] مقالید: برگ ۱۸۶ اب [2] ایضاً: برگ ۱۸۶ اب [3] ایضاً: برگ ۱۸۷/ظ [4] لغت نامہ: ج ۲ ص ۸۰۲ ۵ چاپخانہ مجلس ۱۳۲۵ھ خورشیدی

یہاں سے ہم بیرونی کے اس سرپرست وولی نعمت کی شخصیت سے بحث کا آغاز کررہے ہیں جس کے دامنِ عاطفت میں رہ کر بیرونی نے کتاب مقالید الہیئۃ ترتیب دی اور جس کے نام سے اظہارِ شکر گذاری کے طور پر اپنی کتاب معنون کی۔

مرزبان کی شخصیت | جیسا کہ مذکور ہوا کتاب مقالید الہیئۃ اصفہبذ جیلجیلان مرزبان بن رستم کے نام سے معنون کی گئی ہے اس نام کی دو شخصیتیں آقائے دہخدا کی تالیف[1] میں بہ ترتیب ذیل مذکور ہیں:

(۱) ابوالعباس مرزبان بن رستم بن شروین ملقب بہ اصفہبذ جیلجیلان معاصر سبکتگین و محمود غزنوی رجوع بہ مرزبان شود اھ

(۲) ابوالعباس مرزبان شروین ابن رستم ابن شروین جیلجیلان اصفہبذ طبرستان؛ ابوریحان بیرونی کتاب مقالید علم الہیئۃ را بنام او کردہ است اھ

ہمارے پیشِ نظر اس تالیف کے دو چار اجزاء شروع کے ہیں لہذا یہ معلوم کرنے سے ہم قطعاً قاصر ہیں کہ اس تعدد کے بارہ میں دہخدا کی تحقیق کیا ہے اور دلیل کیا۔ ہمارے علم میں تنہا مرزبان بن رستم شروین کی ذات ہے جسے سبکتگین اور فخر الدولہ کی معاصرت حاصل رہی ہے اور بیرونی اسی کے ظلِ اصبہبذیت میں قیام پذیر تھا۔ بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ اسی اصبہبذ کی زبانی کتاب الآثار الباقیہ[2] میں ایران کے مشہور مدعی نبوت مانی تلمیذ فاذرون کے قتل کی روایت درج[3] کی گئی ہے۔ مقالید کے پیشِ نظر نسخہ میں اس شخص کا نام مع القابِ خسروانہ اس طرح مذکور ہے:

"للاصبہبذ جیلجیلان خداشوارجرشاہ ابی العباس مرزبان بن رستم بن شلرین (؟) مولی امیر المومنین"

سپہ سالار جدید کے نسخوں کی بنیاد پر آقائے جلال ہمائی کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں:-

"این[4] کتاب را چنانکہ خود استاد در مقدمۂ آن نوشتہ بنام ابوالعباس مرزبان بن رستم بن

---

۱ لغت نامہ: ج ۲ ص ۵۸۲ چاپخانۂ مجلس ۱۳۲۵ خورشیدی ۲ الآثار الباقیہ: ص ۲۰۹ (طبعۂ زخاؤ)

۳ کتاب التفہیم: مقدمہ (۵) حاشیہ ۲

شہروین اصفہبذ طبرستان جیل جیلجیلان در شہر جرجان تالیف کردہ است۔"

قرینہ غالب ہے کہ زیر بحث اصبہبذ ہی کی تراوش قلم کا نمونہ مشہور کتاب مرزبان نامہ ہے۔ مصنف مرزبان نامہ اور اصبہبذ مرزبان میں مغایرت کی کوئی وجہ تحقق پذیر نہیں ہوتی اس بنا پر البیرونی کے سرپرست اور شمس المعالی قابوس وشمگیر کے درمیان قریبی رشتہ ثابت ہوتا ہے۔ مرزبان کا باپ رستم بن شروین قابوس کا ماموں[1] تھا اور خود مرزبان کی دختر اسکندر بن قابوس کے حبالۂ عقد میں آئی تھی۔ مرزبان علوم و معارف سے بہرہ مند اور طبرستان کے ملوک الجبال آل باوند کے قدیم خانوادہ کا ایک ممتاز رکن تھا۔ آل باوند کا سلسلۂ نسب کیوس بن قباد سے ملتا ہے۔ تاریخی مراجع میں اصبہبذ طبرستان وجبال کی حیثیت سے مرزبان کا ذکر تو علیحدہ، خود اس کے باپ اصبہبذ رستم بن شروین کا ذکر نہیں۔ ایسی صورت میں ہمیں براہِ راست تاریخی نصوص سے توقع رکھنے کے بجائے کتبِ تاریخ و ادبیات کے ضمنی فقروں اور قرائن پر اعتماد کرنا ضروری ہے۔

مرزبان کی خاندانی عظمت اور اس کے ذوقِ علم کے متعلق جو قدیم تر شہادت میسر آسکتی ہے وہ حسنِ اتفاق سے خود اس کے نواسے کی شہادت ہے۔ ہماری مراد امیر عنصر المعالی کیکاؤس بن اسکندر بن قابوس (۴۱۲ھ/۱۰۲۱ء - ۴۹۲ھ/۱۰۹۸ء) سے ہے جس نے اپنے فرزند امیر گیلانشاہ کو خطاب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"وجدۂ[2] تو مادر من دختر ملکزادہ مرزبان بن رستم شروین بود، کہ مصنف مرزبان نامہ ست

و سیزدہم پدرش کایوس بن قباد برادر نوشیروان عادل بود۔"

عنصر المعالی کے اس مختصر لیکن مستند بیان سے مرزبان کی خاندانی عظمت اور علوم و معارف سے اس کا مخصوص اعتنا ظاہر ہے۔ دوسری شہادت طبرستان کے مشہور مؤرخ ابن اسفندیار

---

[1] ابن اسفندیار: تاریخ طبرستان (قسم اول) ص ۱۴۳-۱۴۴ (تہران)؛ انگریزی تلخیص: ص ۹۲ (زند کا جب ۱۹۰۵ء)

[2] قابوس نامہ: ص ۵-۶ طبعۂ روبن لیوی ۱۹۵۱ء (گب میموریل)

دم قرن سابع) کی ہے وہ حکمائے طبرستان کی فہرست میں اصبہبذ مرزبان کا ذکر کرتا ہے[1] اسی کی زبانی کتاب مرزبان نامہ کے علاوہ نیکی نامہ کی اطلاع ملتی ہے جو مرزبان کا طبری لہجہ میں دیوان تھا مرزبان نامہ کا ترجمہ عربی، ترکی اور فارسی میں کیا گیا سعد الدین الوراوینی کا فارسی ترجمہ ۱۹۰۹ء میں گب میموریل کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔[2] (باقی)

---

[1] تاریخ تبرستان: ج ۱ ص ۱۳۷ (تہران) انگریزی تلخیص: ص ۸۶؛

[2] تفصیل کے لئے دیکھو مقدمہ مرزبان نامہ از قزوینی

حیاتِ انور

امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب کے حالات و کمالات پر ایک منظر

"حیاتِ انور" میں اس صدی کے بے مثال محدث و محقق امام العصر حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری کے حالات و کمالات پر مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا محمد طیب صاحب، مولانا اعزاز علی صاحب مرحوم، مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا محمد میاں دیوبندی، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا سید ابو ظفر ندوی، مولانا محمد انوری، مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے مبصرانہ مضامین تحریر فرماتے ہیں جس میں حضرت شاہ صاحب کے علوم و کمالات اور اخلاق و کردار کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، یہ کتاب علوم قرآن و سنت کا ایک قیمتی ذخیرہ ہے جس کا مطالعہ عوام و خواص کے لئے مفید ہے

$\frac{20\times30}{16}$ سائز، ضخامت ۳۶۰ صفحات، کتابت و طباعت بہتر، مجلد معہ ڈسٹ کور کی قیمت چار روپے ۸/

ملنے کا پتہ:- مکتبہ برہان اردو بازار دہلی نمبر ۶